

125481 - حفظ قرآن کے مقابلے میں تعاون کیلئے زکاة صرف کرنا ٹھیک ہے؟

سوال

سوال: کسی پرائیویٹ اسکول میں حفظ قرآن کا مقابلہ منعقد کرنے کیلئے زکاة کی رقوم صرف کرنے کا کیا حکم ہے؟ کیونکہ اسکول کی طرف سے ان سرگرمیوں پر کوئی مالی تعاون نہیں کیا جاتا، اسی طرح اس اسکول میں موجود جائے نماز کی مرمت وغیرہ زکاة سے کی جا سکتی ہے؟

پسندیدہ جواب

الحمد لله.

زکاة کے مصارف اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان کے ذریعے بیان کر دیے ہیں:

(إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ)

ترجمہ: صدقات تو صرف فقیروں اور مسکینوں کے لیے اور [زکاة جمع کرنے والے] عاملوں کے لیے ہیں اور ان کے لیے جن کے دلوں میں الفت ڈالنی مقصود ہے اور گردنیں چھڑانے میں اور تاوان بھرنے والوں میں اور اللہ کے راستے میں اور مسافر پر (خرچ کرنے کے لیے ہیں)، یہ اللہ کی طرف سے ایک فریضہ ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا، کمال حکمت والا ہے۔ [التوبة:60]

اور جمہور علمائے کرام اس بات کے قائل ہیں کہ: " وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ " سے مراد جہاد فی سبیل اللہ ہے۔

اس کے بارے میں مزید کیلئے آپ سوال نمبر: (21805) اور (6977) کا مطالعہ کریں۔

لہذا مدارس، مساجد، اور جائے نماز کی تعمیر و مرمت زکاة کے اموال میں سے نہیں کرنی چاہیے۔

اسی طرح حفظ قرآن کے مقابلوں میں بھی زکاة صرف نہیں کی جاسکتی، تاہم ان مثبت سرگرمیوں کیلئے مالی تعاون حاصل کرنے کے اور بھی بہت سے ذرائع ہیں، جن میں عام صدقات، اوقاف، اور ہبہ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

شیخ ابن جبرین حفظہ اللہ سے استفسار کیا گیا:

"ہمارے ہاں ایک رفاہی ادارہ ایک میگا پروجیکٹ بنانا چاہتا ہے، جس میں جامع مسجد، اسلامی عربی مدرسہ، اور اس میں حفظ قرآن کیلئے خصوصی شعبہ قائم کیا جائے گا، نیز میڈیکل سنٹر بھی اس میں شامل ہے، تو کیا یہ رفاہی ادارہ اس قسم کے پروجیکٹ مکمل کرنے کیلئے زکاة کا مال لے سکتا ہے؟"

تو انہوں نے جواب دیا:

"اصولی طور پر زکاة صرف انہیں آٹھ مصارف میں خرچ کی جائے گی جنہیں قرآن مجید میں ذکر کیا گیا ہے، اور ان میں فقراء، مساکین، زکاة جمع کرنے والے کارندے، تالیف قلبی کیلئے، مکاتب غلام، مقروض لوگ، مجاہدین، اور مسافر شامل ہیں، تاہم کچھ علمائے کرام کا کہنا ہے کہ رفاہی امور بھی "فی سبیل اللہ" میں شامل ہیں، لیکن بہتر یہی ہے کہ اس سے مراد صرف جہاد ہے۔

اس لیے مذکورہ پراجیکٹ کیلئے زکاة سے ہٹ کر مالی تعاون حاصل کریں، زکاة اس پر خرچ نہ کریں" انتہی

"فتاویٰ الشیخ ابن جبرین"

اسی طرح "فتاویٰ اللجنة الدائمة" (9/447) میں ہے کہ:

"قرآن کریم کے مدارس کو زکاة دینے سے متعلق یہ ہے کہ اگر زکاة دہندہ شخص نے مدرسے کے سربراہ کو یا کسی ذمہ دار کو اس لیے زکاة دی کہ مستحق طلباء وغیرہ میں تقسیم کر دے تو یہ جائز ہے، بلکہ ایک ملک سے دوسرے ملک میں بھی منتقل کی جا سکتی ہے، لیکن اگر مدرسہ کے ذمہ دار کی طرف سے یہ رقم قرآنی تعلیم کیلئے مدرسے کے مجموعی بجٹ میں شامل کر دی جائے تو یہ درست نہیں ہے" انتہی

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ سے استفسار کیا گیا:

"کیا ایسا ممکن ہے کہ زکاة کی رقم مساجد، مدارس، اور قرآنی تعلیم کیلئے بنائے گئے مکاتب پر صرف کی جائے؟"

تو انہوں نے جواب دیا:

"اس بارے میں علمائے کرام کی مختلف آراء ہیں، اور اس کا سبب یہ ہے کہ: قرآن مجید میں مذکور "وفي سبیل اللہ" سے مراد کیا ہے؟ کیا اس سے مراد مفاد عامہ کا ہر وہ کام ہے جو قرب الہی کا سبب بنے، یا پھر اس سے مراد صرف جہاد ہے؟ ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد صرف جہاد فی سبیل اللہ ہے، کیونکہ جب "وفي سبیل اللہ" کا لفظ مطلق بولا جائے تو اس سے مراد جہاد فی سبیل اللہ ہی ہوتا ہے، اور اگر اس سے مراد ہر رفاہی کام لے بھی لیں تو قرآن مجید میں "إنما الصدقات۔۔۔" میں کلمہ حصر کا کوئی فائدہ باقی نہیں رہ جاتا، ویسے بھی اگر "فی سبیل اللہ" کے مفہوم کو جہاد فی سبیل اللہ ہی تک محدود رکھیں تو یہ زیادہ محتاط ہے، اور محتاط پر عمل کو ترجیح دی جاتی ہے۔

سائل نے مدارس وغیرہ کی تعمیر کا ذکر کیا ہے یہ سب اچھے کام ہیں، لوگوں کو ان کی تعمیر کیلئے ترغیب دینی چاہیے، اور اس کیلئے زکاة سے ہٹ کر کوئی اور ذریعہ تلاش کریں، مثلاً: نفلی صدقات، عطیات وغیرہ" انتہی

"فتاویٰ نور علی الدرب"

واللہ اعلم۔